

اللغة الأوردية



إدارة أوقاف  
صالح عبد العزيز الراجحي

# كلمة شهادت کا مفہوم

الشيخ عبد الكريم الديوان

ترجمة: عتيق الرحمن الأثري

طبع على نفقة إدارة أوقاف  
صالح بن عبد العزيز الراجحي  
غفر الله له ولوالديه ولذريته ولجميع المسلمين  
[www.rajhiawqaf.org](http://www.rajhiawqaf.org)

یہدی ولا بیاع



إدارة أوقاف  
صالح عبد العزيز الراجحي

# معنى شهادة أن لا إله إلا الله

باللغة الأوردية

تأليف الشيخ  
عبد الكريم الديوان

ترجمة

عتيق الرحمن الأثري

مطبعة دار طيبة - الرياض - ت: ٤٦٨٣٨٤٠

GIFT NOT FOR SALE

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## کلمہ شہادت کا مفہوم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن والاه وبعد! امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دین اسلام کی بنیاد اور مخلوق پر عائد ہونے والی اولین ذمہ داری کلمہ شہادت کا اقرار ہے، یعنی اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں، چنانچہ کلمہ شہادت ہی کے ذریعہ ایک کافر، مسلمان اور دشمن، دوست بن کر اپنی جان اور مال کے لئے حرمت و عصمت حاصل کرتا ہے، نیز ایک ایک کافر شخص جب تک زبان سے کلمہ شہادت نہیں پڑھے گا وہ مسلمان نہیں کہلائے گا، کیونکہ کلمہ شہادت ہی اسلام کی کنجی اور اس کا پہلا بنیادی رکن ہے،

فہرستہ مکتبہ الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الديوان، عبد الكريم،

معنى شهادة لا اله الا الله.. ط ٢.. الرياض.

ص ٠٠، سم

ردمك x-٤٦-٧٨٧-٩٩٦٠

(النص باللغة اردو)

١- الشهادة (اركان الاسلام) ٢- التوحيد ٣- العنوان

١٩/٢١٤٧

ديوي ٢٤٠

رقم الإيداع : ١٩/٢١٤٧

ردمك : x-٤٦-٧٨٧-٩٩٦٠

جیسا کہ ارشاد نبوی ہے :

بني الإسلام على خمس : اسلام کی بنیاد پانچ ارکان  
شهادة أن لا إله إلا پر قائم ہے، پہلا رکن اس بات  
اللہ وأن محمدًا رسول کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا  
اللہ - کوئی برحق معبود نہیں اور محمد  
(متفق علیہ) صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول  
ہیں۔

استطاعت کے باوجود کلمہ نہ پڑھنے والے کا حکم  
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ : جس شخص  
نے استطاعت کے باوجود زبان سے کلمہ شہادت نہیں پڑھا  
وہ متفقہ طور پر کافر ہے، ہاں اگر وہ حسی یا حکمی طور پر  
کلمہ پڑھنے سے عاجز و بے بس ہے تو اس کا حکم اس  
کی حالت پر موقوف ہے۔

لا الہ الا اللہ کا مفہوم  
کلمہ لا الہ الا اللہ نفی و اثبات دو چیزوں پر مشتمل

ہے، پہلے جزو لا الہ میں جملہ باطل معبودوں کی نفی،  
اور دوسرے جزو "الا اللہ" میں خالص اللہ تعالیٰ  
کے لئے الوہیت کا اثبات ہے، پس لا الہ الا اللہ  
کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود  
نہیں ہے، اور بعض جاہلوں کا جو یہ خیال ہے کہ کلمہ  
لا الہ الا اللہ کا مطلب صرف زبان سے پڑھ لینا، یا  
اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کر لینا، یا ہر چیز پر اس  
کی حکومت و بادشاہت کو بلا شرکت غیر تسلیم کر لینا ہے  
تو یہ خیال بالکل فاسد ہے، کیونکہ اگر کلمہ لا الہ الا اللہ  
کا مفہوم یہ ہوتا تو اہل کتاب یہود و نصاریٰ نیز بت  
پرستوں کو اس کی طرف دعوت دینے کی ضرورت ہی  
کیا تھی جبکہ وہ اتنی بات کے قائل تھے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کلمہ لا الہ الا اللہ  
کا یہ مفہوم کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے



کیونکہ درست ہو سکتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں ہیں جن کی عبادت اور پرستش کی جاتی ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے انھیں قرآن کریم میں آلہۃ کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے :

فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ  
أَلَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مِّنْ شَيْءٍ  
لِّمَا جَاءُوا رَبَّهُمْ  
لَمَّا جَاءُوا رَبَّهُمْ

(ہود ۱۰۱)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ معبود جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے باطل اور نادرست ہیں یہ کسی بھی طور پر عبادت کے ایک معمولی حصہ کا بھی حقدار نہیں ہیں، اور ان کے بطلان کیلئے یہ آیت کریمہ واضح اور ٹھوس دلیل ہے، ارشاد باری ہے :-

۴

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ بِهِ هُوَ الْحَقُّ  
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ اللَّهُ تَعَالَىٰ بَلَدٌ  
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ اللَّهُ تَعَالَىٰ بَلَدٌ  
وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ اللَّهُ تَعَالَىٰ بَلَدٌ

الکبیر۔ (سج ۶۲)

پس لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور اسی کا نام توحید ہے۔

### اعمال کی صحت و قبولیت کا شہاد پر موقوف ہے

انسان کا ہر عمل بارگاہ الہی میں اسی وقت صحیح اور قابل قبول ہوگا جب وہ جادہ توحید پر قائم ہوگا، اگر وہ توحید سے عاری ہے تو اس کا سارا عمل اکارت اور رائیگاں ہے، کیونکہ شرک کی آلودگی کے ساتھ کوئی عبادت درست نہیں ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے :

۵

شخص کلمہ پڑھے تو ساتھ ہی ساتھ اس کے مفہوم کو دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کو پورا کرے، نیز اس کے منافی تمام امور سے اجتناب کرے، ایسی صورت میں وہ حقیقی مسلمان ہوگا اور اس کی جان و مال کے لئے حرمت ثابت ہوگی، ورنہ بلا معرفت و عمل کلمہ شہادت کا زبانی اقرار کسی بھی حالت میں نفع بخش نہیں ہے۔  
بنا بریں شہادت کی صحت کیلئے مندرجہ ذیل چھ امور لازمی ہیں:

۱۔ ساری عبادتیں خالص اللہ کیلئے کرنا:

یعنی بندہ کی نماز، روزہ، دعا، فریاد، نذر و منت، ذبح و قربانی اور دیگر عبادتیں خالص اللہ کیلئے ہوں، اگر ان عبادتوں کا ایک معمولی حصہ بھی غیر اللہ کیلئے کیا خواہ وہ کوئی بھی ہو تو اس کی شہادت غیر معتبر ہو جائے گی، وہ توحید پرست نہیں بلکہ مشرک

ماکان للمشركين أن  
يجروا مساجد الله  
شاهدين على أنفسهم  
بالكفر أولئك حبطت  
أعمالهم في النارهم  
خالدون۔ (توبہ ۱۷)  
مشرکوں کا یہ کام نہیں کہ وہ  
اللہ کی مسجدوں کو آباد  
کریں، حالانکہ وہ اپنے اوپر  
کفر کے گواہ ہیں، ان کے سارے  
اعمال رائیگاں ہیں اور انھیں  
جہنم کی آگ میں ہمیشہ کیلئے  
رہنا ہے۔

### کلمہ شہادت کے شروط و لوازم

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا محض زبانی اقرار سے شہادت صحیح و معتبر ہوگی؟ خواہ عمل کیسا بھی ہو جبکہ بعض لوگوں کا خیال ہے،

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیال غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔ کیونکہ کلمہ شہادت مجرد ایک کلمہ ہی نہیں جسے زبان سے ادا کر لیا جائے بلکہ اس کا ایک عظیم مفہوم ہے جس کا تحقق بھی ضروری ہے، یعنی جب کوئی



ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وقضى ربك ان لا  
تعبدوا الا  
اباہ . (اسراء- ۲۳) کی عبادت کرو۔

اور یہی کلمہ لا الہ الا اللہ کا مطلب ہے، نیز  
تمام علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کلمہ  
شہادت پڑھنے کے بعد اگر کوئی شخص اللہ کے ساتھ  
کسی کو شریک ٹھہرانا ہے تو اس سے لڑائی کی جائے  
گی یہاں تک کہ وہ توحید کو بجالائے۔

۲ - اللہ و رسول کی خبر دی ہوئی تمام غیبی باتوں پر ایمان  
لانا، پس شہادت کے تحقق کے لئے جنت  
وجہنم، آسمانی کتب، انبیاء و رسل، یوم آخرت  
بھلی اور بری تقدیر اور دیگر امور غیب پر ایمان لانا  
ضروری ہے۔

۳ - اللہ کے علاوہ تمام باطل معبودوں کا انکار کرنا،

جیسا کہ مسلم شریف میں ارشاد نبوی ہے:

من قال: لا الہ الا  
اللہ وکفر بما یعبد  
من دون اللہ حرم  
مالہ ودمہ وحسابہ  
کی جان و مال کیلئے حرمت  
ثابت ہوگئی اور اس کا حساب  
(اُخرجہ مسلم) و کتاب اللہ کے سپرد ہے۔

پس اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے جان و مال کی عصمت و حرمت دو چیزوں پر معلق  
و مشروط قرار دیا ہے، پہلی کلمہ شہادت کا اقرار،  
اور دوسری تمام باطل معبودوں کی عبادت کا انکار،  
لہذا حقیقی مسلمان وہ ہے جو مشرکوں سے کنارہ کش  
ہو کر ان کی عبادتوں کا انکار کرے، اور ان سے کوئی  
تعلق نہ رکھے، جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام  
نے مشرکین اور ان کی عبادت سے براءت کا اعلان

کی عبادت کی جاتی ہے، مگر انبیاء کرام، صالحین اور فرشتے طاغوت میں داخل نہیں ہیں، کیونکہ یہ ان کی عبادت سے راضی نہیں تھے، بلکہ ایسا شیطان کے ورغلانے سے ہوا۔

۴۔ کلمہ لا الہ الا اللہ کے تقاضے کے مطابق اللہ و رسول کے احکام پر عمل پیرا ہونا، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا  
الصَّلَاةَ وَآتَوْا  
الزَّكَاةَ فَخَلُّوا  
سَبِيلَهُمْ۔  
اِنْ تَابُوا وَاتَّقَوْا  
اللَّهَ فَاُولَٰئِكَ  
يُحْسِنُ الْعَمَلُ۔

(توبہ - ۵)

اور یہی بات قدرے وضاحت کے ساتھ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

أَمَرْتُ أَنْ أَقَاتَلَ  
مَنْ حَكَمَ دِيَارَهُ

کرتے ہوئے فرمایا تھا:

إِنِّي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ  
إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي،  
(زخرف - ۲۴، ۲۵)  
میرا تمہارے معبودوں سے  
کوئی تعلق نہیں ہے، میرا  
تعلق اس ذات سے ہے  
جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

اور یہی مفہوم اس آیت کریمہ کا بھی ہے:

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ  
وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ  
اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ  
الْوُثْقَى۔  
تھام لیا۔

(لقمہ - ۲۵۶)

آیت کریمہ میں «عروۃ وثقی» سے مراد دین اسلام ہے، اور کفر بالطاغوت سے مراد طاغوت کی عبادت کا انکار اور اس سے برائت کا اظہار کرنا ہے، اور طاغوت سے مراد اللہ کے ماسوا وہ تمام چیزیں ہیں جن



اسلام کے متواتر و ثابت شدہ احکام و شرائع کی پابندی سے منہ موڑتے ہیں ان سے لڑائی کرنا واجب ہے یہاں تک کہ وہ شرائع اسلام کے پابند ہو جائیں خواہ وہ کلمہ گو اور اسلام کے بعض احکام کے پابند ہی کیوں نہ ہوں، جس طرح خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مالغین زکوٰۃ سے قتال کیا تھا، اور پھر اسی پر فقہاء کرام کا اجماع و اتفاق ہو گیا۔

۵۔ کلمہ شہادت کے تحقق کیلئے مندرجہ ذیل شرطوں کا بھی پایا جانا ضروری ہے :

- ۱۔ علم جو جہالت کے منافی ہو : یعنی کلمہ پڑھنے والے کو اس بات کا پوری طرح علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں ہے۔
- ۲۔ یقین جو شک کے منافی ہو : یعنی اسے کامل یقین ہو کہ اللہ ہی معبود برحق ہے۔

الناس حتیٰ ليشهدوا ۱ لوگوں سے لڑائی کروں یہاں اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ تک کہ وہ اس بات کی گواہی و اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ دیں کہ اللہ ہی معبود برحق ہے وَيَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے الزَّكَاةَ فَاِنْ فَعَلُوا رسول میں، اور نماز قائم کر کے ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دَمَاءَهُمْ زَكَاةٌ دِيْنُهُمْ لَكُنْ، اگر وہ ان امور و اَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ كُوبًا لَا يَكُنْ تُوَانِ كَ جَانِ وَمَالِ الْاِسْلَامِ وَحَسَابُهُمْ مِيرِ جَانِبِ سَعِ مَحْفُوظِ هُنَّ، اِلَا يَهُ عَلَى اللّٰهِ۔ کہ ان پر کوئی شرعی حد واجب (متفق علیہ) ہو اور ان کا حساب اللہ کے سپرد ہے اور مندرجہ بالا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ شرک سے توبہ کر کے توحید پر قائم ہو جائیں، اور نماز و زکوٰۃ کی ادائیگی کے پابند ہو جائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو یعنی ان سے چھٹیر چھاڑ نہ کرو۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: جو لوگ



ایمان و اعتقاد ہو کہ یہی برحق ہے، پس جو شخص غرور و گھمنڈ کی وجہ سے اس سے اعراض کرے گا وہ ابلیس اور اس کے پیروکاروں کی طرح کافر ہوگا۔

۴۔ قبولیت : یعنی وہ کلمہ شہادت کے مدلول کو قبول کرے باس طور کہ اپنی ساری عبادتیں خالصتہً لوجہ التذکرے اور معبودان باطلہ کی عبادت سے کنارہ کش ہو، نیز وہ اس کا التزام کرے اور اس سے مطمئن ہو۔

۶۔ شہادت کی صحت کیلئے واجب ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد اس کے نواقض اور حنا فی امور میں سے کسی چیز کا ارتکاب نہ کیا جائے، اور نواقض شہادت درج ذیل ہیں :

۱۔ اپنے اور اللہ کے درمیان واسطے بنانا، ان سے دعائیں مانگنا، شفاعت طلب کرنا اور ان پر بھروسہ

۳۔ اخلاص : یعنی وہ اپنی ساری عبادتیں خالص اللہ کیلئے کرے، اس کا ادنیٰ حصہ بھی غیر اللہ کیلئے نہ ہو ورنہ وہ مشرک ہوگا۔

۴۔ صدق : یعنی وہ صدق دل سے کلمہ پڑھے، اس کے دل و زبان کے درمیان ہم آہنگی ہو، ایسا نہ ہو کہ زبان پہ لا الہ الا اللہ کا ورد ہو اور دل و دماغ میں اس کا کوئی اثر نہ ہو، اگر ایسی بات ہے تو اس کی شہادت غیر مفید ہوگی اور وہ دیگر منافقوں کی طرح کافر ہوگا۔

۵۔ محبت : یعنی اس کا دل محبت الہی سے معمور ہو، اگر زبان سے کلمہ پڑھ لیا اور دل محبت الہی سے خالی ہے تو ایسا شخص کافر ہی شمار کیا جائے گا۔

۶۔ الفتیاد : یعنی وہ خالص اللہ کی بندگی کرے، شریعت الہی کا پابن رہے، نیز اس کا

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں سے کسی چیز کا یا اس کے جزا و سزا کا مذاق اڑانا، ایسا کرنے والا کافر ہے، اور اس کی شہادت بے سود ہے۔

۶۔ مسلمانوں کے خلاف مشرکین کی مدد و حمایت کرنا۔

۷۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ کچھ مخصوص لوگ شریعت محمدی کے حدود و قیود کی پابندی سے آزاد ہیں۔

۸۔ اللہ کے دین سے اعراض کرنا یا اس طور کہ نہ اسے سیکھنا اور نہ اس پر عمل کرنا۔

۹۔ دین الہی کے کسی حکم کو جھٹلانا۔

۱۰۔ اللہ و رسول کی حرام کردہ چیز کو حلال و مباح سمجھنا، مثلاً یہ کہنا کہ سود حلال ہے یا زنا حلال ہے۔

کرنا، اگر کسی نے کلمہ پڑھنے کے بعد ایسا کیا تو وہ اجتماعی طور پر کافر ہے۔

۲۔ مشرکوں کو کافر نہ سمجھنا، یا ان کے کافر ہونے میں شک کرنا، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھنا، ایسا کرنے سے کلمہ شہادت کا اعتبار ختم ہو جائے گا۔

۳۔ یہ اعتقاد رکھنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کا طریقہ زندگی جامع و مکمل ہے یا آپ کے طریقہ حکومت سے کسی اور کا طریقہ حکومت افضل و بہتر ہے، مثلاً طاغوتی نظام حکومت کو آپ کے نظام حکومت پر ترجیح دینا۔

۴۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند کرنا، ایسا کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اگرچہ وہ اس پر عمل پیرا ہی کیوں نہ ہو۔

روایتوں سے متعارض و متضاد نظر آتی ہیں، کیونکہ ان کے ظاہری مفہوم سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ انسان کے جنت میں داخل ہونے اور جہنم کی آگ سے نجات پانے کیلئے صرف کلمہ شہادت کا زبانی اقرار ہی کافی ہے جبکہ دوسری بعض متواتر روایتوں میں بصرحت مذکور ہے کہ جہنم کی آگ سے ہر اس شخص کو نکالا جائے گا جس کے دل میں جو کے ایک دانہ کے برابر خیر ہوگا، نیز اس کے اعضاء سجد جہنم کی آگ پر حرام ہونگے، یہ اس بات کا محکم ثبوت ہے کہ کلمہ پڑھنے کے باوجود بعض لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، ان کا محض زبانی اقرار جہنم سے بجاؤ کیلئے کافی نہ ہوگا۔

تو ان روایتوں میں تطبیق کے سلسلہ میں سب سے عمدہ اور فیصلہ کن بات شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے کہی ہے، فرماتے ہیں: یہ روایتیں جو بظاہر مطلق نظر آتی ہیں حقیقت میں یہ چند اہم فیود سے مقید

## روایتوں میں تعارض اور تطبیق

صحیحین کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ما من عبد قال: لا إله إلا الله ثم مات على ذلك أو رآسى پر اس کی موت ہوئی تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

من شهد أن لا إله إلا الله وأن محمد عبده ورسوله حرم الله عليه النار۔

جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، تو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔

مذکورہ بالا دونوں روایتیں بظاہر بعض متواتر



اس کے نزدیک اللہ کی محبت ہر چیز پر غالب رہی، نہ تو اس کے دل میں کسی حرام کے ارتکاب کا خیال گذرا اور نہ ہی اس نے اللہ کے کسی حکم کو ناپسند کیا، تو ایسا شخص یقیناً جہنم کی آگ پر حرام ہوگا۔

امام حسن بصریؒ سے دریافت کیا گیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا، تو جواب دیا: ہاں اگر اس نے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کے حقوق و واجبات کو ادا کیا تو جنت میں داخل ہوگا۔

اسی طرح امام وہب بن منبہؒ سے جب پوچھا گیا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ تو جواب دیا: کیوں نہیں؟ ضرور ہے، مگر کنجی میں دانت ہوتے ہیں، اگر تم بے دانت کی کنجی لے کر آؤ گے تو اس سے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ **وَاللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَحَبِيْبِهِ اَجَعِيْنَ۔**

ہیں، جیسا کہ پہلی روایت میں «ثمرات علی ذلک» اور بعض روایتوں میں «خالصاً من قلبہ» کی قید صراحتاً موجود ہے، پس ان قیود و محضات کے پیش نظر ان روایتوں کے مصداق صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے یقیناً محکم اور صدق دل سے کلمہ پڑھا اور اسی پر ان کی موت ہوئی، یعنی تادم حیات وہ اس پر ثابت قدم رہے،

میں وہ روایتیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ بعض لوگ کلمہ پڑھنے کے باوجود جہنم میں ڈالے جائیں گے، تو ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دیکھا دیکھی یا رسمی طور پر کلمہ پڑھ لیا مگر ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوا یا وہ مرتے دم تک اس پر قائم نہیں رہے، اور اکثر ایسا ہی لوگ کرتے ہیں، چنانچہ جس نے اخلاص قلب اور یقین کامل سے کلمہ پڑھا، پھر اس نے کسی گناہ پر اصرار نہیں کیا،